قواعد العربية

برائے فاصلاتی کورس ایم، اے عربی
مولانا ابوالکلام آزاد اوپن یونیورسٹی، حیدرآباد

تالیف

نفیس احمد مصباحی

استاذ الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور
اعظم گڑھ، یوپی

اکائی:1 : تعریف الفعل وأنواعه:

اللازم والمتعدي، الصحیح والمعتل، أفعال التعجب، والأفعال المدح والذم

(فعل اور اس کی قسموں کا تعارف)

اکائی کے اجزا :

:1.1 مقصد
:1.2 تمہید
:1.3 فعل کی تعریف اور اس کی قسمیں
:1.3.1 فعل کی تعریف
1.3.2 فعل کی مختلف قسمیں:
:1.4 فعل لازم ومتعدی
:1.4.1 لازم اور متعدی کی تعریف وتوضیح
:1.4.2 فعلِ لازم کی صورتیں
:1.4.3 فعلِ لازم کو متعدی بنانے کی صورتیں
:1.4.4 فعلِ متعدی کو لازم بنانے کی صورتیں
:1.4.5 فعل متعدی کی قسمیں
:1.4.6 معلومات کی جانچ
:1.5 فعل صحیح ومعتل
:1.5.1 فعل صحیح اور اس کی قسمیں
:1.5.2 فعل معتل اور اس کی قسمیں
:1.5.3 صحیح اور معتل کی معرفت کا طریقہ
:1.5.4 معلومات کی جانچ
:1.6 فعل تعجب

1.6.1: تعجب اور فعل تعجب کی تعریف وتوضیح
1.6.2: فعل تعجب کے صیغے
1.6.3: فعل تعجب کی شرطیں
1.6.4: افعالِ تعجب کے احکام
1.6.5: فعل تعجب کی تصغیر
1.6.6: تعجب کی دوسری تعبیرات
1.6.7: **معلومات جانچ**
1.7: **افعال مدح وذم**
1.7.1: افعال مدح وذم کی تعریف اور اس کی قسمیں
1.7.2: پہلی قسم: سَماعی افعال مدح وذم
1.7.2.1: افعال مدح وذم کے کچھ احکام
1.7.2.2: نِعْمَ، بِئْسَ اور سَاءَ کا فاعل
1.7.2.3: مخصوص بالمدح والذم
1.7.2.4: حَبَّذَا اور لَا حَبَّذَا
1.7.3: دوسری قسم: قیاسی افعال مدح وذم
1.7.3.1: قیاسی افعال مدح وذم کی تعریف
1.7.3.2: قیاسی افعال مدح وذم کے احکام
1.7.4: **معلومات کی جانچ**
1.8: **خلاصۂ مباحث**
1.9: **نمونے کے امتحانی سوالات**
1.10: **مطالعے کے لیے معاون کتابیں**

1.1: مقصد

اس اکائی کے پڑھنے کے بعد طلبہ کو فعل کی تعریف اور اس کی مختلف قسموں کے بارے میں خاصی معلومات ہو جائے گی۔ انھیں معلوم ہو جائے گا کہ فعل کے لازم اور متعدی ہونے کا مطلب کیا ہے؟ ان کے فنی احکام کیا ہیں؟ صحیح اور معتل کسے کہتے ہیں؟ تعجب کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم کیا ہے؟ تعجب کا مفہوم پیدا کرنے کے لیے فعل کے قیاسی صیغے اور سماعی تعبیرات کیا ہیں؟ تعریف اور مذمت کا معنی دینے والے افعال کتنے اور کون کون ہیں؟ اور ان کے فنی احکام کیا ہیں؟ تا کہ طلبہ متعلقہ ابواب کی تعبیریں استعمال کرنے میں غلطی کا شکار نہ ہوں۔

1.2: تمہید

عربی زبان میں استعمال ہونے والے مفرد الفاظ کو ''کلمہ'' کہتے ہیں۔ یہ تین طرح کے ہوتے ہیں:

(۱) اسم (۲) فعل (۳) حرف

اسم وہ کلمہ ہے جو اپنا معنی خود بتائے اور اس کے معنی میں زمانہ اور وقت کا مفہوم شامل نہ ہو۔ فعل وہ کلمہ ہے جو اپنا معنی خود بتائے اور اس کے اندر زمانہ اور وقت کا مفہوم بھی شامل ہو۔ حرف وہ کلمہ ہے جو اپنا معنی خود نہ بتائے، بلکہ معنی بتانے میں دوسرے لفظ کا محتاج ہو۔ بلفظِ دیگر۔ وہ کلمہ ہے جو دوسرے لفظ سے ملے بغیر اپنا معنی نہ بتائے۔

پھر مختلف حیثیتوں سے فعل کی کئی قسمیں ہیں:

اس کے معنوی اثر کے صرف فاعل تک محدود ہونے یا اس سے آگے بڑھنے کے اعتبار سے اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) لازم (۲) متعدی۔

اصلی حروف کی نوعیت کے اعتبار سے اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) صحیح (۲) معتل۔ اگر وہ تعجب کی انفعالی کیفیت کے اظہار کے لیے آئے تو ''فعل تعجب'' کہلاتا ہے۔ اور تعریف یا مذمت کے معنی پیدا کرنے کے لیے آئے تو ''فعلِ مدح یا فعلِ ذم'' کہلاتا ہے۔

آئندہ سطروں میں فعل اور اس کی انھی قسموں کا تعارف اور احکام کی وضاحت قدرے تفصیل کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے۔

1.3: فعل کی تعریف اور اس کی قسمیں

1.3.1: فعل کی تعریف: فعل وہ کلمہ ہے جو اپنا معنی خود بتائے اور اس کے ساتھ تینوں زمانوں (ماضی، حال اور مستقبل) میں سے کوئی زمانہ بھی پایا جائے۔ جیسے قَرَأَ (پڑھا)، یَقْرَأُ (پڑھتا ہے یا پڑھے گا)، اِقْرَأْ (پڑھ)۔

توضیح: اس تعریف میں غور کرنے سے سمجھ میں آتا ہے کہ کسی کلمہ کے فعل ہونے کے لیے چند باتیں ضروری ہیں:

(۱) پہلی بات یہ ہے کہ وہ اپنا معنی خود بتائے۔ یعنی اپنا معنی بتانے میں کسی دوسرے لفظ کا محتاج نہ ہو۔ جیسے کَتَبَ (اس نے لکھا)۔ لہذا فِی الْمَسْجِدِ میں ''فِی'' اور مِنَ الْبَیْتِ میں ''مِنْ''، فعل نہیں؛ کیوں کہ پہلے کا معنی ظرفیت اور دوسرے کا معنی ابتدا ہے، لیکن یہ دونوں اپنا معنی خود سے نہیں بتا رہے ہیں، بلکہ انھیں بتانے میں اپنے مدخول ''المسجد''

اور ''البیت'' کے محتاج ہیں۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ وہ یہ بتائے کہ اس کا معنی تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانے کے ساتھ مل کر سمجھا جا رہا ہے۔ مگر خیال رہے کہ فعل اپنا معنی اور اس کے ساتھ زمانہ ضرور بتاتا ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ فعل کا مادّہ اور اس کے اصلی حروف اصل معنی بتاتے ہیں اور اُس کا صیغہ اور مخصوص ہیئت وصورت زمانہ بتاتی ہے۔ نہ خود اس کا مادّہ زمانے کو بتاتا ہے، اور نہ ہی صیغہ اور ہیئت وصورت کے علاوہ کوئی اور خارجی چیز زمانے کو بتاتی ہے۔

اسی لیے ''رَجلٌ'' فعل نہیں؛ کیوں کہ یہ اپنے معنی کے کسی زمانے میں ہونے کو نہیں بتا رہا ہے اور الزمان الماضی (گزرا ہوا زمانہ)، الزمان الحاضر (موجودہ زمانہ) اور الزمان المستقبل (آئندہ زمانہ) بھی فعل نہیں؛ کیوں کہ زمانے کا معنی خود ان کے مادے اور اصلی حروف بتا رہے ہیں، صیغہ اور مخصوص ہیئت نہیں۔ اور محمودٌ ذاھبٌ أمسِ (محمود کل گیا)، خالدٌ ذاھبٌ غداً (خالد کل جائے گا) میں ''ذاھب'' فعل نہیں؛ کیوں کہ اس میں زمانہ کا مفہوم ایک خارجی شے ''أمس'' اور ''غدا'' سے سمجھا جا رہا ہے۔

1.3.2: فعل کی مختلف قسمیں:

اوپر بتایا جا چکا ہے کہ مختلف حیثیتوں سے فعل کی کئی تقسیمیں ہیں:

پہلی تقسیم: اس اعتبار سے ہے کہ اس کا معنوی اثر صرف فاعل تک محدود رہتا ہے یا اس سے آگے بڑھ کر کسی اور لفظ تک پہنچتا ہے۔ اس لحاظ سے اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) لازم (۲) متعدی

دوسری تقسیم: اس اعتبار سے ہے کہ اس کے اصلی حروف میں کوئی حرف، حرفِ علت ہے یا سب کے سب حروفِ صحیح ہیں۔ اس لحاظ سے اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) صحیح (۲) معتل

دوسری تقسیمیں: مذکورہ بالا قسموں کے علاوہ فعل کی اور بھی قسمیں ہیں۔ اگر وہ تعجب کی انفعالی کیفیت کو بتائے تو وہ ''فعلِ تعجب'' کہلاتا ہے۔ اور اگر وہ تعریف یا مذمت کے معنی پیدا کرنے کے لیے آئے تو ''فعلِ مدح'' یا ''فعلِ ذم'' کہلاتا ہے۔

1.4: فعل لازم ومتعدی

1.4.1: اوپر گزر چکا ہے کہ فعل کی دو قسمیں ہی: (۱) لازم (۲) متعدی۔

فعل لازم: وہ فعل ہے جو صرف اپنے فاعل سے مل کر اپنا پورا مطلب ظاہر کر دے۔ بلفظِ دیگر۔ وہ فعل ہے جس کا اثر صرف اس کے فاعل تک محدود رہے، آگے نہ بڑھے۔ جیسے: اِنْكَسَرَ البَابُ (دروازہ ٹوٹا۔)، طَالَ الزَّمَنُ (زمانہ دراز ہوا۔)

فعل لازم کو ''فعل قاصر'' بھی کہا جاتا ہے۔

فعلِ متعدی: وہ فعل ہے جو صرف فاعل سے مل کر اپنا پورا مطلب ظاہر نہ کرے، بلکہ مفعول بہ کو بھی چاہے۔ بلفظِ دیگر۔ وہ فعل ہے جس کا اثر صرف فاعل تک محدود نہ رہے، بلکہ اس سے آگے بڑھ کر مفعول بہ تک پہنچے اس طرح کہ وہ اس پر واقع ہو۔ جیسے أَكَلَ زَيْدٌ اللحمَ۔ (زید نے گوشت کھایا) شَرِبَ عُثْمَانُ اللَّبَنَ (عثمان نے دودھ پیا)۔

فعل متعدی کو عربی زبان میں ''فعلِ مُجاوِز'' اور ''فعلِ واقع'' بھی کہا جاتا ہے۔

فعلِ متعدی کی علامت یہ ہے کہ وہ ہائے ضمیر کو قبول کرے جس کا مرجع ظرف یا مصدر نہ ہو۔ جیسے: اَللِّصُّ ضَرَبَهُ الشرطيُّ (چور کو پولیس نے مارا۔) لہٰذا اگر کسی فعل کے آخر میں ایسی ہائے ضمیر ہو جو ظرف کی طرف لوٹ رہی ہو، جیسے یومُ العیدِ سِرتُهُ (میں عید کے دن چلا۔) یا وہ ضمیر ہو جو مصدر کی طرف لوٹ رہی ہو، جیسے تَجمَّلْ بالفضیلةِ التي كانَ يَتجمَّلُهَا سلفُكَ الصالحُ (ان فضائل سے آراستہ ہو جن سے تمھارے نیک طینت اسلاف آراستہ تھے۔) تو وہ فعلِ متعدی نہ ہوگا، بلکہ فعلِ لازم ہوگا۔

1.4.2: فعلِ لازم کی صورتیں:

مندرجہ ذیل صورتوں میں فعل لازم ہوتا ہے:

ا۔ جب وہ رنگ کا معنی دے۔ جیسے: اِخضرَّ، اِسْوَدَّ۔

۲۔ جب وہ عیب کا معنی بتائے۔ جیسے عَوِرَ (کانا ہوا)، عَمِيَ (نابینا ہوا۔)

۳۔ جب وہ کسی ہیئت کا معنی دے۔ جیسے: طَالَ الابلُ (اونٹ لمبا ہوا)، قصُرَ الولدُ (لڑکا پست قد ہوا)۔

۴۔ جب وہ صفائی ستھرائی کا معنی دے۔ جیسے: طَهُرَ، نَظُفَ۔

۵۔ جب وہ گندگی کا معنی بتائے۔ جیسے دَنِسَ، نَجِسَ، وَسِخَ، قَذِرَ۔

۶۔ جب وہ کسی عارضی شے کو بتائے۔ جیسے مَرِضَ، نَشِطَ، فَرِحَ، حَزِنَ۔

۷۔ جب کہ وہ مندرجہ ذیل ابواب واوزان میں سے کسی سے آئے:

☆ فَعُلَ (باب کرُمَ یکرُم)، جیسے حسُنَ، شرُبَ ☆ اِنْفَعَلَ (باب انفعال)، جیسے اِنکَسَرَ ☆اِفْعَلَّ (باب افعلال)، جیسے اِغْبَرَّ ☆اِفْعَالَّ (باب افعیلال)، جیسے اِدْهَامَّ ☆اِفْعَلَلَّ (باب افعِلّال)، جیسے اِقْشَعَرَّ ☆اِفْعَنْلَلَ (باب افعنلال)، جیسے اِحرَنْجَمَ (جمع ہوا، اکٹھا ہوا۔)

1.4.3: فعلِ لازم کو متعدی بنانے کی صورتیں:

درج ذیل طریقوں سے فعل لازم کو متعدی بنایا جاتا ہے:

(ا) بابِ افعال، تفعیل، مفاعلة، یا استفعال میں لاکر۔ جیسے أَكْرَمَ خالدٌ أُستاذَهُ (خالد نے اپنے استاذ کی عزت کی)، كذَّبتُ الشيطانَ (میں نے شیطان کو جھٹلایا)، جَالَسَ طلْحَةُ العُلَمَاءَ (طلحہ علما کے ساتھ بیٹھا)، اِستَنصَرَ مَحْمُودٌ عَمَّهُ (محمود نے اپنے چچا سے مدد مانگی۔)

(۲) حرفِ جر کے ذریعے۔ جیسے: ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُورِهِمْ (اللہ ان کے نور کو لے گیا۔)

(۳) تضمین نحوی کے ذریعے۔ اور اصطلاح نحو میں تضمین کا مطلب یہ ہے کہ فعل لازم میں فعل متعدی کا معنی شامل کر دیا جائے۔ جیسے قرآن کریم کی یہ آیت: ''وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَه۔ ''[البقرة:۲۳۵] (اور نکاح کی گرہ پکی نہ کرو، یہاں تک کہ لکھا ہوا حکم اپنی میعاد کو پہنچ جائے۔) عَزَمَ عموماً ''علی'' صلہ کے ساتھ متعدی ہو کر استعمال ہوتا ہے، لیکن یہاں آیت کریمہ میں بغیر صلہ کے متعدی ہے۔ کیوں کہ اس میں ''عَقَدَ'' (بمعنی گرہ باندھنا) کے معنی کی تضمین اور شمولیت ہے۔ یعنی لا تعزموا عقدة النكاح کا معنی ہے: لَا تَعْقِدُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ۔ (نکاح کی گرہ نہ باندھو۔)

1.4.4: فعلِ متعدی کولازم بنانے کے طریقے:

فعل متعدی کودرج ذیل طریقوں سے لازم بنایا جاتا ہے:

(۱) تضمین نحوی کے ذریعے اس طور پر کہ فعل متعدی میں فعل لازم کے معنی شامل کردیے جائیں۔ جیسے آیت کریمہ: ''فَلْيَحذرِ الذينَ يُخالفُونَ عَنْ أمْرِه۔'' [النور:۶۳] (توانھیں ڈرنا چاہیے جو رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں۔) اس مثال میں ''یخالفون'' یخرجون کے معنی کو متضمن ہے، اسی لیے اسے ''عن'' صلہ کے ساتھ لایا گیا۔

(۲) تعجب اور مبالغہ کے معنی کی ادائیگی کے لیے ''فعل'' متعدی کو باب کَرُمَ یَکْرُمُ میں لے آتے ہیں، جیسے ضَرَبَ الشرطيُ سے ''ضَرُبَ الشُرطِيُّ.'' (پولیس نے کتنا مارا!)

(۳) مطاوعت کا معنی پیدا کرنے کے لیے کسی ایسے وزن اور باب کی طرف منتقل کرکے جو ہمیشہ لازم ہی استعمال ہوتا ہے، مثلاً باب انفعال میں لے جاکر۔ جیسے اِنْقَطَعَ ''قَطَعْتُهُ فَانْقَطَعَ'' میں۔ (یعنی میں نے اسے کاٹا تو وہ کٹ گیا۔)

اصطلاح میں مطاوعت کا معنی ہے: کسی فعلِ متعدی کے بعد فعل لازم کو لانا، یہ بتانے کے لیے کہ فعل متعدی کے مفعول نے اس کے فاعل کا اثر قبول کرلیا ہے۔ جیسے کَسَرْتُهُ فَانْكَسَرَ (میں نے اسے توڑا تو وہ ٹوٹ گیا۔)

1.4.5: فعل متعدی کی قسمیں:

فعلِ متعدی تین طرح کا ہوتا ہے:

۱۔متعدی بہ یک مفعول۔ ۲۔متعدی بہ دو مفعول۔ ۳۔متعدی بہ سہ مفعول۔

(۱) متعدی بہ یک مفعول: وہ فعل ہے جو صرف ایک مفعول کو چاہے۔ جیسے: قَرَأْتُ الْكِتَابَ (میں نے کتاب پڑھی)، تَلَوْتُ الْقُرانَ (میں نے قرآن کی تلاوت کی)، شَاهَدَ الناسُ حَدِيقَةَ الحيواناتِ (لوگوں نے چڑیا گھر دیکھا۔) زیادہ تر فعلِ متعدی اسی طرح کے ہوتے ہیں۔

(۲) متعدی بہ دو مفعول: وہ فعل ہے جو دو مفعول کو چاہے۔ جیسے أَعْطَيْتُ الْفَقِيرَ مَالاً (میں نے غریب کو مال دیا)، ظننتُ الطالبَ أستاذاً (میں نے طالب علم کو استاذ گمان کیا۔) متعدی بہ دو مفعول کی دو قسمیں ہیں:

اول: وہ فعل متعدی جس کے دونوں مفعولوں کا مصداق ایک نہ ہو۔ بلفظِ دیگر۔ جس کے مفعول اصل کے اعتبار سے مبتدا اور خبر نہ ہوں۔ جیسے: أعطى، مَنَحَ، سأل، ألبس، کسا، علّم۔

دوم: وہ فعل متعدی کہ اصل کے اعتبار سے جس کا مفعول اول مبتدا اور مفعول ثانی خبر ہو۔ جیسے وَجَدْتُ هذَاالْكِتَابَ نَافِعاً (میں نے اس کتاب کو مفید پایا)، صيرتُ العدوَّ صديقا (میں نے دشمن کو دوست بنالیا۔)

نوٹ: اس قسم میں افعال قلوب اور افعال تصییر دونوں داخل ہیں۔

(۳) متعدی بہ سہ مفعول: وہ فعلِ متعدی ہے جو تین مفعول چاہے۔ اور یہ ہیں: أَعْلَمَ، أَرَى، أَنْبَأَ، نَبَّأَ، خَبَّرَ، حَدَّثَ۔ ان سب کا معنی ہے: بتایا، خبر دی، بیان کیا۔

ان افعال کے تیسرے مفعول اور دوسرے مفعول کا مصداق ایک ہوتا ہے۔ بلفظِ دیگر۔ (اصل کے اعتبار سے ان کا مفعول ثانی مبتدا، اور مفعولِ ثالث خبر ہوتا ہے، جب کہ ان میں سے کوئی بھی مفعول اول کی خبر نہیں بن سکتا۔ بلکہ ان کا مفعولِ اول ''أعْطَى'' کے مفعول اول کے درجے میں اور مفعول ثانی وثالث، اس کے مفعول ثانی کے درجے میں ہوتے ہیں۔ جیسے: أَعْلَمْتُ

طَلْحَةَ عُمَرَ أميرَ المومنين (میں نے طلحہ کو بتایا کہ عمر امیر المومنین ہیں)،أنْبَأْتُ التلميذَ خالداً مسافراً غداً (میں نے طالب علم کو بتایا کہ خالد کل سفر کرے گا۔)، خَبَّرْتُ الأُستَاذَ أسامَةَ مصرياً (میں نے استاذ کو خبر دی کہ اسامہ مصری ہے۔)

1.4.6: معلومات کی جانچ

۱۔ فعل لازم اور متعدی کی تعریف کیجیے اور مختلف مثالوں سے واضح کیجیے۔
۲۔ فعل متعدی کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور دوسری قسم کو وضاحت کے ساتھ بیان کیجیے۔
۳۔ فعل لازم کو متعدی بنانے کے طریقے مثالوں کے ساتھ تحریر کیجیے۔
۴۔ فعلِ متعدی کو لازم بنانے کی صورتیں وضاحت کے ساتھ بیان کیجیے۔

1.5: فعلِ صحیح و معتل

اصلی حروف کی نوعیت کے اعتبار سے فعل کی دو قسمیں ہیں:
(۱) صحیح (۲) معتل۔

1.5.1: فعلِ صحیح اور اس کی قسمیں:

فعلِ صحیح: وہ فعل ہے جس کے اصلی حروف میں سے کوئی حرف، حرفِ علت نہ ہو، بلکہ سب کے سب، حروفِ صحیح ہوں۔ جیسے: كَتَبَ، قَاتَلَ، أَمَرَ، صَحَّ، صَرَّفَ۔

حروفِ صحیح سے مراد وہ حروف ہیں جو حروفِ علت نہ ہوں۔

حروفِ علت تین ہیں: الف، واو، یا۔ ان تینوں حروف کے علاوہ سارے حروف صحیح ہیں۔ فعل صحیح کی تین قسمیں ہیں:

(۱) سالم (۲) مہموز (۳) مُضاعف۔

(۱) فعلِ سالم: وہ فعل ہے جس کے اصلی حروف میں سے کوئی حرف، حرفِ علت، ہمزہ اور حرفِ مکرر نہ ہو۔ جیسے كَتَبَ، ذَهَبَ، شَرِبَ۔

(۲) فعلِ مہموز: وہ فعل ہے جس کے حروفِ اصلیہ میں کوئی حرف، ہمزہ ہو۔

اس کی تین قسمیں ہیں: (۱) مہموز فا (۲) مہموز عین (۳) مہموز لازم۔

☆ **مہموز فا**: وہ ہے جس کے فا کلمہ کی جگہ ہمزہ ہو۔ جیسے أَخَذَ، أَمَرَ۔

☆ **مہموز عین**: وہ ہے جس کے عین کلمہ کی جگہ ہمزہ ہو۔ جیسے سَأَلَ، زَئِمَ۔

☆ **مہموز لام**: وہ ہے جس کے لام کلمہ کی جگہ ہمزہ ہو۔ جیسے قَرَأَ، بَرَأَ۔

(۳) فعلِ مُضاعف: وہ فعل ہے جس کے اصلی حروف میں دو حرف ایک طرح کے ہوں۔ جیسے فَرَّ (بھاگا)، مَرَّ (گزرا)، دَمْدَمَ (غصہ ہوا، ہلاک کیا)۔

مضاعف کی دو قسمیں ہی: (۱) مضاعف ثلاثی (۲) مضاعف رباعی۔

☆ مضاعف ثلاثی: تین حروف اصلی رکھنے والا وہ فعل ہے جس کا عین اور لام کلمہ ایک ہی جنس کا ہو۔ جیسے مَدَّ

(پھیلایا)، جَدَّ (کوشش کی۔)

☆ **مضاعف رباعی:** چار حروفِ اصلی رکھنے والا وہ فعل ہے جس کا فا کلمہ اور لام اول، اور عین کلمہ اور لام ثانی ایک جنس کا ہو۔ جیسے زَلْزَلَ (ہلایا، جھٹکا دیا)، حَصْحَصَ (ظاہر اور واضح ہوا۔)

تنبیہ: ایک اصطلاح کے مطابق "صحیح" وہ ہے جس کے اصلی حروف میں سے کوئی حرف، حرفِ علت، ہمزہ یا دو حرف ایک جنس کے نہ ہوں۔ مگر مذکورہ بالا اصطلاح ہی عربوں میں زیادہ رائج ہے۔ اس لیے یہاں اسی کو اختیار کیا گیا۔

1.5.2: فعل معتل اور اس کی قسمیں:

معتل: وہ ہے جس کے اصلی حروف میں ایک یا دو حرفِ علت ہوں۔ جیسے: وَعَدَ (وعدہ کیا)، طَوٰی (لپیٹا۔)

معتل کی دو قسمیں ہیں: (۱) معتل بہ یک حرف (۲) معتل بہ دو حرف۔

(۱) معتل بہ یک حرف: وہ ہے جس کے اصلی حروف میں ایک حرفِ علت ہو۔ جیسے وَرِثَ (وارث اور حق دار ہوا)، قَالَ، دعا (بُلایا۔)

معتل بہ یک حرف کی تین قسمیں ہیں:

(۱) معتل فا (۲) معتل عین (۳) معتل لام۔

☆ **معتل فا:** وہ ہے جس کا فا کلمہ حرفِ علت ہو، جیسے: وَعَدَ۔ اسے "مثال" بھی کہا جاتا ہے۔

☆ **معتل عین:** وہ ہے جس کا عین کلمہ حرفِ علت ہو، جیسے مَالَ۔ اسے "اجوف" بھی کہا جاتا ہے۔

☆ **معتل لام:** وہ ہے جس کا لام کلمہ حرفِ علت ہو، جیسے رَمٰی۔ اسے "ناقص" بھی کہا جاتا ہے۔

(۲) معتل بہ دو حرف: وہ ہے جس کے اصلی حروف میں دو حرف، حرفِ علت ہوں۔ جیسے وَشٰی (چغلی کی)۔ اسے "لفیف" بھی کہا جاتا ہے۔

لفیف کی دو قسمیں ہیں:

(۱) لفیف مفروق (۲) لفیفِ مقرون۔

☆ **لفیف مفروق:** وہ معتل ہے جس کا فا کلمہ اور لام کلمہ حرف علت ہو۔ جیسے وَقٰی (بچایا، حفاظت کی)، وَفٰی (پورا اور مکمل ہوا۔) چوں کہ اس کے دونوں حروفِ علت آپس میں ملے ہوئے نہیں ہوتے، بلکہ ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں، اس لیے اسے "مفروق" کہا جاتا ہے۔

☆ **لفیفِ مقرون:** وہ معتل ہے جس کا عین کلمہ اور لام کلمہ حرفِ علت ہو۔ جیسے نَوٰی (نیت کی)، لَوٰی (لپیٹا)۔ چوں کہ اس کے دونوں حروفِ علت آپس میں ملے ہوئے ہوتے ہیں اس لیے اسے "مقرون" کہا جاتا ہے۔

1.5.3: صحیح اور معتل کی معرفت کا طریقہ:

فعل مضارع، ثلاثی مزید فیہ اور رباعی مزید فیہ میں اصلی حروف سے کچھ زائد حروف بھی ہوتے ہیں، اور ان میں کچھ حروفِ علت بھی ہوتے ہیں۔ تو ان میں کبھی یہ شبہہ ہو جاتا ہے کہ یہ صحیح ہیں یا معتل۔ علماے عربیت نے اس شبہہ کو دور کرنے کا یہ طریقہ بتایا ہے کہ اگر وہ فعل، مضارع یا مزید فیہ ہو تو اسے اس کے ماضی مجرد کی طرف پھیر دیں، مثلاً اگر ثلاثی مزید فیہ ہو تو اس کے ثلاثی مجرد کے ماضی کی طرف رجوع کریں اور اگر وہ رباعی مزید فیہ ہو تو رباعی مجرد کے ماضی کی طرف رجوع کر کے دیکھیں

کہ وہ صحیح ہے یا معتل۔ اگر وہ صحیح ہو تو اس کو بھی صحیح سمجھیں، اور اگر وہ معتل ہو تو اس مزید فیہ کو بھی معتل مانیں۔

مثال کے طور پر قَاتَلَ، يُقَاتِلُ، يُبَعْثِرُ اور تَعَلّٰى، يَتَعَلّٰى کے بارے میں معلوم کرنا ہے کہ یہ صحیح ہیں یا معتل؟ تو سب سے پہلے قَاتَلَ اور اس کے مضارع يُقَاتِلُ کے بارے میں ذرا سا غور کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ دونوں باب مفاعلت سے ہیں جو ثلاثی مزید فیہ مطلق بے ہمزہ وصل کا باب ہے۔ لہذا ضابطے کے مطابق انھیں ان کے ثلاثی مجرد کے ماضی کی طرف پھیرا تو وہ ''قَتَلَ'' ہوا جو کہ صحیح ہے، لہذا ثابت ہو گیا کہ قَاتَلَ اور اس کا مضارع يُقَاتِلُ بھی صحیح ہے۔

پھر ''يُبَعْثِرُ'' پر نظر ڈالی تو معلوم ہوا کہ یہ باب ''فَعْلَلَة'' سے مضارع معروف ہے جو رباعی مجرد کا باب ہے، اس کا ماضی مجرد ''فَعْلَلَ'' کے وزن پر ''بَعْثَرَ'' ہے جو کہ صحیح ہے تو ثابت ہو گیا کہ يُبَعْثِرُ بھی صحیح ہے۔

اسی طرح تَعَلّٰى اور اس کے مضارع يَتَعَلّٰى کے بارے میں ذرا سا غور کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ ثلاثی مزید فیہ مطلق بے ہمزہ وصل کے باب تفعّل سے ہے، جس کے مجرد کے ماضی کا صیغہ ''عَلَا'' ہے جو معتل ہے۔ تو اس سے واضح ہو گیا کہ تَعَلّٰى يَتَعَلّٰى بھی معتل ہے۔

1.5.4: معلومات کی جانچ:

۱۔ فعلِ صحیح کی قسمیں اور ان کی تعریف تحریر کیجیے۔

۲۔ معتل کسے کہتے ہیں، اس کی کتنی قسمیں ہیں؟ وضاحت کے ساتھ لکھیے۔

۳۔ اگر کوئی فعل، مضارع یا مزید فیہ ہو تو اس کے صحیح یا معتل ہونے کا پتا کیسے لگایا جائے گا؟

1.6: فعل تعجب:

1.6.1: تعجب: اُس انفعالی کیفیت اور تاثر کا نام ہے جو کسی ایسی چیز کے جاننے سے دل میں پیدا ہو جس کا سبب پوشیدہ اور نامعلوم ہو۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ سبب کے ظاہر ہوتے ہی تعجب ختم ہو جاتا ہے۔

اور **فعلِ تعجب** سے مراد وہ فعل ہے جو اسی قلبی کیفیت کے انشا و اظہار کے لیے وضع کیا گیا ہو۔

یوں تو تعجب کا معنی ادا کرنے کے لیے عربی زبان میں بہت سے الفاظ اور تعبیرات استعمال ہوتی ہیں، لیکن ان کی وضع اس معنی کی ادائگی کے لیے نہیں، بلکہ قرینہ اور موقع و محل کی وجہ سے وہ تعجب کا معنی دیتی ہیں، تعجب کا معنی دینے کے لیے صرف فعل تعجب ہی کی وضع ہوئی ہے۔

1.6.2: فعل تعجب کے صیغے:

عربی زبان میں فعل تعجب کے دو صیغے ہیں:

۱۔ **مَا أَفْعَلَهُ:** جیسے: مَا أَجْمَلَ الْمَنظَرَ (کتنا خوب صورت منظر ہے)، اس میں ''ما'' ''أيُّ شيء'' کے معنی میں مبتدا ہے، ''أجمل'' فعل ہے، اس میں ''هو'' ضمیر مستتر، اس کا فاعل ہے، اور ''المنظر'' مفعول بہ منصوب ہے، ''أجمل'' فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مبتدا کی خبر ہے، اور مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملۂ اسمیہ انشائیہ ہے۔

۲۔**أَفْعِلْ بِه :** جیسے أَحْسِنْ بِمَحْمُوْدٍ (محمود کتنا اچھا ہے)، اس میں "أَحْسِنْ" صیغ امر بمعنی "أَحْسَنَ" ماضی ہے، باء جارہ زائد ہے اور اس کا مدخول "مَحْمُود" لفظاً مجرور اور محلاً مرفوع، فاعل ہے، پھر فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہے۔

1.6.3: فعل تعجب کی شرطیں:

کسی مصدر سے مذکورہ بالا اوزان پر تعجب کے صیغے لانے کے لیے آٹھ شرطیں ہیں:

۱۔ اس سے فعل آتا ہو۔ ۲۔ ثلاثی مجرد ہو۔ ۳۔ تام ہو۔ ۴۔ مثبت ہو۔ ۵۔ متصرف ہو کہ اس سے ماضی، مضارع، امر کے صیغے استعمال ہوتے ہوں۔ ۶۔ معروف ہو۔ ۷۔ اس کے اندر فرق وتفاوت ممکن ہو جیسے علم، فضل، حسن، قبح وغیرہ۔ ۸۔ اس سے صفتِ مشبہ کا صیغہ "أَفْعَلُ" کے وزن پر نہ آتا ہو جس کی مؤنث "فَعْلَاء" کے وزن پر آتی ہے، بلفظِ دیگر اس میں رنگ اور ظاہری عیب کا معنی نہ ہو۔ جیسے مَا أَحْسَنَ الْمَنْظَرَ (منظر کتنا حسین ہے۔ یا۔ کتنا حسین منظر ہے)، أَقْبِحْ بِصُورَةِ الْقِرْدِ (بندر کی شکل کتنی بری ہے۔ یا۔ بندر کتنا بدصورت ہے۔)۔

فائدہ: جو افعال مذکورہ بالا شرائط پر پورے نہ اتریں، ان سے معنی تعجب کی ادائیگی کے دو طریقے ہیں:

(۱) اگر شدت اور زیادتی پر تعجب مقصود ہو تو "مَا أَشَدَّ" یا اس کے ہم معنی لفظ کے بعد اس کا مصدر منصوب مضاف لے آئیں، اور اگر ضعف اور کمی پر تعجب مقصود ہو تو "مَا أَضْعَفَ" یا اس کے ہم معنی لفظ کے بعد اس فعل کا مصدر منصوب مضاف لے آئیں۔ جیسے: "مَا أَحْسَنَ انْطِلَاقَهُ (اس کی چال کتنی اچھی ہے!)، مَا أَشَدَّ كَوْنَ الدَّوَاءِ مُرًّا (دوا کی تلخی کتنی زیادہ ہے!۔ یا۔ دوا کتنی کڑوی ہے!)، مَا أَحْسَنَ أَنْ لَا يَكْذِبَ التَّاجِرُ (تاجر کا جھوٹ نہ بولنا کیا خوب ہے!)، مَا أَقْبَحَ أَنْ يُعَاقَبَ الْبَرِيْءُ (بے قصور کو سزا دیا جانا کتنا برا ہے!)، مَا أَشَدَّ حُمْرَةَ وَجْهِه (اس کا چہرہ کتنا سرخ ہے!)

(۲) لفظ "أَشْدِدْ" یا "أَضْعِفْ" یا ان کے ہم معنی اور ہم وزن لفظ کے بعد ان افعال کا مصدر اور اس سے پہلے باء جارہ زائدہ لے آئیں، جیسے: أَحْسِنْ بِانْطِلَاقِه، أَشْدِدْ بِكَوْنِ الدَّوَاءِ مُرًّا، أَحْسِنْ بِأَنْ لَا يَكْذِبَ التَّاجِرُ، أَقْبِحْ بِأَنْ يُعَاقَبَ الْبَرِيْءُ، أَشْدِدْ بِحُمْرَةِ وَجْهِه.

1.6.4: افعالِ تعجب کے احکام:

۱۔ تعجب کے اِن دونوں صیغوں کا متعجب منہ یا تو معرفہ ہوگا، جیسے کہ اوپر کی مثالوں میں گزرا، یا نکرہ مخصصہ، جیسے "مَا أَحْسَنَ كَلَامًا سَمِعْتُه"، "أَحْبِبْ بِطَالِبٍ مُجْتَهِدٍ"۔ یہ شرط اس لیے ہے تاکہ اس صیغہ کا فائدۂ مقصودہ حاصل ہو سکے، کہ وہ کسی خاص شخص یا خاص شے کی حالت پر حیرت واستعجاب کا اظہار ہے، اسی لیے نکرۂ محضہ کو متعجب منہ بنا کر یوں کہنا صحیح نہیں: "مَا أَحْسَنَ رَجُلًا" (کوئی آدمی کتنا اچھا ہے)، کیوں کہ اس سے فائدۂ مقصودہ حاصل نہیں ہوتا۔

۲۔ افعال تعجب، جامد اور غیر متصرف ہوتے ہیں، اسی لیے ان کے معمول (فاعل، یا مفعول) کو ان سے پہلے لانا درست نہیں، لہذا بِيَتِكَ مَا أَجْمَلَ، مَا بَيْتَكَ أَجْمَلَ، بِحَسَّانٍ أَحْسِنْ کہنا جائز نہیں۔

۳۔ مذکورہ علت ہی کی وجہ سے فعل تعجب اور اس کے معمول کے درمیان عام حالات میں فصل کرنا جائز نہیں، صرف دو چیزوں کے ذریعہ فصل جائز ہے:

اول: ندا کے ذریعہ، جیسے مَا أجملَ یا خالدُ کتابَكَ. (اے خالد! تیری کتاب کتنی خوب صورت ہے!)

دوم: ظرف، یا جار مجرور کے ذریعہ جب کہ یہ دونوں فعلِ تعجب سے متعلق ہوں، جیسے مَـا أجـمَـلَ لَيـلَةَ التِمِ البدرَ (چودھویں رات کا چاند کیسا خوب صورت ہے!)، مَا أبعَدَ عَنْ بَيْتِي بَيْتَكَ. (تیرا گھر میرے گھر سے کتنا دور ہے!)

۴- یہ افعال بہر حال ایک ہی صورت میں آتے ہیں، ان کا متعجب منہ واحد ہو یا تثنیہ، یا جمع، یوں ہی مذکر ہو، یا مؤنث، جیسے یـا سَـمِيـرُ أَحْبِـبْ بِـصَدِيقِكَ ، یا سَمِيرُ أحْبِبْ بِصَدِيقَتِكَ، أَحْبِبْ بالصَّدِيقِ ، أَحْبِب بِالصَّدِيقَيْنِ، أَحْبِبْ بالأصْدِقَاءِ.

۵- صیغۂ "ما أفعله" میں "ما" اور فعلِ تعجب کے درمیان "کان" زائدہ لانا جائز ہے، جیسے "ما كانَ أبرَعَ هذا الصَّانعَ"۔ (یہ کاریگر کتنا ماہر ہے!)

1.6.5: فعلِ تعجب کی تصغیر:

اصل کے اعتبار سے فعلِ تعجب کی تصغیر لانا جائز نہیں ہونا چاہیے، کیوں کہ تصغیر تو اسم کا خاصہ ہے، لیکن وزن، اصل اور معنی مبالغہ پر دلالت کے اعتبار سے وہ اسم تفضیل کے مشابہ ہے اس لیے صیغہ "ما أ فعله" میں صرف "أملح" اور "أحسن" کی تصغیر عربوں سے مسموع ہے، جیسے اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمہ کے ایک قصیدہ کا مطلع ہے:

رَنَّ الحَمَامُ عَلی شُجُوْنِ البَانِ

يَا مَا أُمَيْلِحَ ذِكْرَ بِيضِ البانِ

لیکن نحویوں نے شاذ ہونے کے باوجود اس پر قیاس کرتے ہوئے دوسرے الفاظ میں بھی تصغیر کی اجازت دی ہے جب کہ اس فعل میں تعجب کے ساتھ محبوبیت کے معنی بھی مقصود ہوں، جیسے مَا أُحَيلَاهُ! (وہ کس قدر شیریں ہے!) مَا أُدَيْنَاهُ إلى قَلبِي! (وہ میرے دل سے کتنا قریب ہے!) مَا أُطَيْرِفَ حَدِيْثَهُ (اس کی بات کتنی دل چسپ ہے!).

1.6.6: تعجب کی دوسری تعبیرات:

یہ تو ان افعالِ تعجب کا بیان تھا جن کی وضع ہی اس معنی کی ادائگی کے لیے ہوئی ہے، ان کے علاوہ عربی زبان میں بہت سے الفاظ اور تعبیرات ایسی ہیں جن کی وضع تو اس معنی کے لیے نہیں ہوئی، لیکن وہ قرینہ اور موقع محل کے اعتبار سے تعجب کا معنی دیتی ہیں۔

مختصر طریقے پر وہ تعبیریں اور ان کا مفہوم ذکر کیا جاتا ہے:

۱- سُبحَانَ الخالِقِ المُبدِعِ (وجود اولین بخشنے والے خالق کے لیے پاکی ہے)، یہ اس وقت کہتے ہیں جب کسی حسین وجمیل صورت کے دیکھنے پر تعجب کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔

اسی سے ملتی جلتی وہ تعبیر ہے جو حدیث شریف میں آئی ہے: سُبْحَانَ اللهِ! المؤمِنُ لَا يَنْجسُ حَيًّا وَ لَا مَيْتاً، (سبحان اللہ! مومن زندہ اور مردہ کسی حالت میں نجس نہیں ہوتا)

۲- کلمۂ استفہام کے ذریعہ تعجب۔

کبھی کلمۂ استفہام کے ذریعہ تعجب کے معنی کا اظہار ہوتا ہے، جیسے "كَيفَ تَكفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنتُمْ أمْوَاتاً

فَأَحْيَاكُمْ" [البقرۃ:۲۸] (بھلا تم کیسے اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہو جب کہ تم بے جان تھے تو اس نے تمھیں زندگی دی۔)

اسی طرح یہ آیت کریمہ: أَأَلِدُ وَأَنَا عَجُوزٌ وَ هٰذَا بَعْلِي شَيْخاً [ہود:۷۲] (کیا میرے یہاں اولاد ہوگی جب کہ میں بوڑھی ہوں اور یہ میرے شوہر عمر دراز؟)

۳۔ کبھی "أَيّ" داخل کر کے تعجب کے معنی ادا کرتے ہیں، جیسے "مَرَرْتُ بِرَجُلٍ أَيِّ رَجُلٍ" (میں کیسے باکمال آدمی کے پاس سے گزرا)، اور جیسے کسی باکمال شخص کو دیکھ کر آپ حیرت و تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہیں: "أي رجل هو" (کیسا آدمی ہے وہ!)، "رأیتُ شاعراً أيَّ شاعرٍ (میں نے کیسا باکمال شاعر دیکھا!)، مررت بخالدٍ أيَّ رجلٍ (میں خالد کے پاس سے گزرا جو کیسا باکمال آدمی ہے!) ان مثالوں میں "أي" ایک شے کے کسی وصف میں کامل ہونے اور اس کی حالت پر اظہارِ حیرت کے لیے آیا ہے، یہ "أي" صرف نکرہ کی طرف مضاف ہوتا ہے، اور کسی نکرہ کی صفت، یا معرفہ کا حال بنتا ہے۔

۴۔ قَاتَلَهُ اللّٰهُ مِنْ شَاعِرٍ: اصل کے اعتبار سے تو "قَاتَلَ" باب مفاعلت سے فعل ماضی ہے، اسم جلالت اس کا فاعل اور ضمیر منصوب مبہم اس کا مفعول بہ ہے جس کی تفسیر "مِن شاعِر" سے کی گئی ہے، اس کا لفظی ترجمہ ہے "اللہ اس شاعر سے جنگ کرے"، لیکن یہ معنی یہاں مراد نہیں، بلکہ شاعر کے بے پناہ شاعرانہ کمال پر اظہارِ حیرت مقصود ہے، اس لیے اس جملہ کا مطلب ہوگا "وہ کیا بلا/ کیا غضب کا شاعر ہے!"

یہی مفہوم اس جملہ کا بھی ہے: قَاتَلَهُ اللّٰهُ، مَا أَشْعَرَهُ!

۵۔ لِلّٰهِ دَرُّهُ فَارِساً: دَرٌّ کا معنی دودھ ہے، اور اس میں عربوں کے لیے خیر کثیر اور بڑی بھلائی تھی، کیوں کہ ان کا گزارا بڑی حد تک اسی پر تھا، تو "دَرٌّ" کے لیے خیر لازم ہوئی، اس طرح ملزوم بول کر مجاز الازم مراد لیا جاتا ہے، "فَارِساً" فَرَاسَةٌ سے اسم فاعل ہے، جس کا معنی ہے: "اسپ رانی میں کامل ہونا"۔ جب یہ کمال کسی میں حیرت انگیزی کی حد تک پہنچ جاتا ہے تو تعجب کے طور پر اسے اللہ تعالی کی طرف منسوب کر کے ظاہر کرتے ہیں کہ وہی عجائبات کا خالق ہے، نحوی ترکیب کے لحاظ سے "فَارِساً" دَرُّهُ کی نسبتِ اضافیہ سے تمیز ہے، اور لفظی ترجمہ یہ ہے "اسپ رانی میں کامل ہونے کی حیثیت سے اس کی خوبی اللہ ہی کے لیے ہے۔" لیکن اس جملہ سے مقصود صرف تعجب ہوتا ہے، اس لیے مقصود کے پیش نظر اس کا ترجمہ ہوگا وہ "کیسا باکمال شہسوار ہے!"

اسی سے قریب لِلّٰهِ أَنْتَ جیسے جملے بھی ہیں۔

اسی طرح لِلّٰهِ دَرُّهُ خَطِيباً اور لِلّٰهِ دَرُّهُ شَاعِرًا وغیرہ کو بھی سمجھنا چاہیے۔

۶۔ يَا لَكَ مِنْ فَارِسٍ: اس میں "یا" حرفِ ندا، لام جارہ تعجب کے لیے ہے، اور "مِن" حرف جر ضمیر خطاب مبہم کا بیان ہے، اس کا معنی ہوگا "واہ رے! کتنا باکمال اسپ شناس ہے!" ۔یا۔ "واہ رے کیسا ماہر شہ سوار ہے!"

اسی طرح "يَا لَكَ مِنْ دَاهِيَةٍ" کا ترجمہ ہوگا "ہائے رے، کیسی مصیبت ہے!"

اسی طرح پانی کی کثرت اور فراوانی دیکھ کر کہتے ہیں: "يَا لَلْمَاءِ!" (اوہ! کتنا پانی ہے!) اور پریشانیوں کی کثرت پر تعجب کرتے ہوئے کہتے ہیں: يَا لَلدَّوَاهِيْ! (اوہ! کیسی مصیبتیں ہیں!)۔ یہی حال "يَا لَلْعَجَبِ!"، "يَا لَلْهَوْلِ!" وغیرہ کا بھی ہے۔ حرفِ ندا کے ذریعہ تعجب کے معنی کا اظہار شائع ذائع ہے۔

۷۔ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ رَجُلاً (میں نے آج کی طرح کوئی آدمی نہیں دیکھا!)

اسی طرح "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" اور "العَظَمَةُ لِلّٰهِ" کو بھی تعجب کے موقع پر استعمال کرتے ہیں۔

1.6.7: معلومات جانچ

۱۔ تعجب اور فعلِ تعجب کی تعریف مثال کے ساتھ لکھیے۔
۲۔ قیاسی طور پر فعل تعجب کے کتنے صیغے آتے ہیں؟ وضاحت کے ساتھ تحریر کیجیے۔
۳۔ فعل تعجب کی شرطیں وضاحت کے ساتھ لکھیے۔
۴۔ فعلِ تعجب کے احکام بیان کیجیے۔

1.7: افعال مدح وذم:

1.7.1: افعال مدح وذم کی تعریف اور اس کی قسمیں:

افعال مدح وذم: وہ افعال ہیں جن سے کسی چیز، یا کسی شخص کی تعریف یا مذمت کا معنی پیدا ہوتا ہے۔ جیسے "نِعْمَ الطالِبُ محمّدٌ" (محمد اچھا طالب علم ہے)، "بِئْسَ الإنسَانُ أبو جهلٍ" (ابوجہل برا انسان ہے۔)

یہ دو طرح کے ہوتے ہیں: ۱۔ سماعی ۲۔ قیاسی۔

یہ افعال خواہ سماعی ہوں، یا قیاسی، دونوں میں چند باتیں مشترکہ طور پر پائی جاتی ہیں:

۱۔ یہ سب افعال، جامد اور غیر متصرف ہوتے ہیں، ان سے مضارع، امر اور اسمائے مشتقہ کے صیغے نہیں آتے۔
۲۔ یہ اگر چہ ماضی کے صیغے پر استعمال ہوتے ہیں، لیکن کسی زمانے کو نہیں بتاتے۔
۳۔ فعل مدح وذم اور اس کے فاعل سے بننے والا جملہ، انشائیہ ہوتا ہے۔

1.7.2: پہلی قسم: سَماعی افعال مدح وذم:

1.7.2.1: سماعی افعال مدح وذم یہ ہیں:

۱۔ نِعْمَ ۲۔ حَبَّذَا ۳۔ بِئْسَ ۴۔ سَاءَ ۵۔ لَا حَبَّذَا۔

ان میں پہلے دونوں مدح کے لیے اور باقی تینوں ذم کے لیے آتے ہیں، ان سبھی کے لیے دو چیزیں لازم ہوتی ہیں: ایک: فاعل، دوسرے مخصوص یعنی وہ جس کی مدح یا ذم بیان کی جاتی ہے، جیسے "نِعْمَ الطَّبِيْبُ نَبِيلٌ" (نبیل اچھا طبیب ہے)، "بِئْسَ الرَّجُلُ اللِّصُّ" (چور برا آدمی ہے)۔ پہلی مثال میں "الطبیبُ" نِعْمَ کا فاعل اور "نبیلٌ" مخصوص بالمدح ہے، جب کہ دوسری مثال میں "الرجلُ" بِئْسَ کا فاعل، اور "اللِصُّ" مخصوص بالذم ہے۔

☆ نِعْمَ، بِئْسَ اور ساء کے آخر میں تاے تانیث ساکنہ کا لانا درج ذیل تین صورتوں میں جائز ہے:

۱۔ جب فاعل، اسم ظاہر مونث ہو، جیسے "نِعْمَتِ الْفَتَاةُ لُبْنَى."
۲۔ جب فاعل ایسی ضمیر ہو جس کی تفسیر کسی اسم مونث نکرہ سے کی گئی ہو، جیسے "نِعْمَتْ فَتَاةً لُبْنَى."
۳۔ جب مخصوص بالمدح والذم مؤنث ہو، اگر چہ ان کا فاعل مذکر ہی ہو۔ جیسے "نِعْمَتِ الدَّوَاءُ الرِيَاضةُ البدنيّةُ، و بِئستِ الحَكَمُ بينَ الإخوانِ البُنْدُقِيةُ."

مذکورہ بالا تینوں صورتوں میں تاے تانیث کا نہ لانا بھی جائز و درست ہے۔

1.7.2.2: نِعْمَ، بِئْسَ اور سَاءَ کا فاعل:

ان افعال کے فاعل کے لیے ضروری ہے کہ درج ذیل چھ صورتوں میں سے کسی ایک میں ہو:

۱۔ اسم معرف باللام ہو، جیسے نِعْمَ المعلِّمُ خَلِيلٌ ، بِئْسَ المُهَندِسُ خَالِدٌ.

۲۔ معرف باللام کی طرف مضاف ہو، جیسے ''نِعْمَ طالبُ العِلمِ عَلِيٌّ ، بِئْسَ وَلَدُ الطبيبِ سَمِيرٌ.

۳۔ معرف باللام کے مضاف کی طرف مضاف ہو، جیسے نِعْمَ مُدِيرُ شَرِكةِ الطَّيرانِ خالدٌ ، سَاءَ حَارِسُ بَابِ الفُندُقِ منصورٌ.

۴۔ اسم موصول ہو، جیسے نِعْمَ الَّذِي يَفعَلُ الخَيرَ زُهَيرٌ ، بِئْسَ الَّذِي يَكذِبُ فُلَانٌ.

۵۔ ضمیر مستتر ہو جس کی تفسیر کوئی اسم نکرہ تمیز کی صورت میں کرتا ہو، جیسے نِعْمَ وَلداً حَسَنٌ۔ لیکن اس صورت میں یہ ضروری ہے کہ وہ اسم نکرہ فعل کے بعد اور ''مخصوص'' سے پہلے آئے، اور إفراد، تثنیہ، جمع، تذکیر اور تانیث میں ''مخصوص'' کے مطابق ہو۔ جیسے نِعْمَ وَلَدَيْنِ حَسَنٌ وحُسَيْنٌ ، نِعْمَ أَوْلَاداً حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ وَمحمَّدٌ ، نِعْمَ بِنتاً زَينبُ ، نِعْمَ بِنتَيِنِ زينبُ وعائِشَةُ ، نِعم بَنَاتٍ زينبُ وعائِشَةُ وحَفْصَةُ.

٦۔ لفظ "ما" ہو، جیسے نِعْمَ ما قَرأتَ، بِئسَ ما صنعَ أمريكا فی بِلادِ المسلمين ، سَاءَ مَا فَعلَ المُعتَدُونَ بفلسطينَ.

یہ "ما" معرفہ اور تامہ ہوتا ہے جو "الشيء" کے معنی میں ہوتا ہے اسے صلہ یا صفت کی ضرورت نہیں ہوتی، اور اس کے بعد میں آنے والا جملہ فعلیہ، ''مخصوص'' محذوف کی صفت ہے۔ لہٰذا پہلی مثال کی تقدیری عبارت "نِعْمَ الشيءُ شيءٌ قَرَأْتَ اور دوسری مثال کی اصل عبارت "بِئْسَ الشَّيءُ شَيءٌ صَنَعَ أمريكا فِي بلادِ المسلمين" ہوگی۔

1.7.2.3: مخصوص بالمدح والذم:

☆ افعالِ مدح وذم کے فاعل کے بعد جو اسم مرفوع آتا ہے وہ ''مخصوص بالمدح'' یا ''مخصوص بالذم'' کہلاتا ہے۔

☆ ''مخصوص'' کے لیے ضروری ہے کہ وہ معرفہ ہو، جیسا کہ آپ نے سابقہ مثالوں میں دیکھا، یا نکرہ مخصصہ ہو، جیسے نِعمَ الجارُ جَارٌ غيورٌ على جِيرَانِه ، بِئسَ الذِكرَى ذِكرىٰ مرضٍ. اس تفصیل سے ظاہر ہوگیا کہ ''مخصوص'' نکرۂ محضہ نہیں ہوسکتا، لہٰذا "نِعم الجار جارٌ، بِئس الذِكرَى ذِكرى " کہنا درست نہیں، اس لیے کہ اس سے مدح وذم کا خاص فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

☆ قرینہ پائے جانے کے وقت مخصوص کا حذف جائز ہے، جیسے قرآن کریم میں ہے: "نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ" [ص:۳۰] اس کی اصل عبارت ہے: "نِعْمَ الْعَبْدُ أَيُّوب" کیوں کہ پہلے سے اُنھی کا ذکر چل رہا ہے، یوں ہی آیت کریمہ: "وَالأَرْضَ فَرَشْنٰهَا فنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ "[الذاریات:۴۸] کی اصل عبارت ہے: "فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ نَحْنُ".

1.7.2.4: حَبَّذَا اور لَا حَبَّذَا:

"حَبَّذَا" عمل اور معنی دونوں میں نِعْمَ کی طرح ہے، لیکن اس میں ایک چیز ''نِعْمَ سے زائد ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس سے جس کی تعریف کی جاتی ہے وہ متکلم کا محبوب ہوتا ہے۔

یہ "حَبَّ" (فعل) اور "ذَا" (اسم اشارہ) سے مرکب ہے، "حَبَّ" اصل میں "حَبُبَ" تھا، دو حرف ایک جنس

کے جمع ہوئے، پہلے کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کر دیا، "حَبَّ" ہوگیا۔

۱۔ یہ فعل، جامد اور غیر متصرف ہے، "ذَا" اسم اشارہ اس کا فاعل ہے، جو ہمیشہ واحد ہی رہتا ہے، اس کا "مخصوص" چاہے تثنیہ ہو، یا جمع۔ یوں ہی وہ مذکر ہی رہتا ہے، "مخصوص" چاہے مذکر ہو یا مؤنث۔ جیسے حَبَّذَا الْأُسْتَاذُ عَلِيٌّ ، حَبَّذَا الْأُسْتَاذَانِ عَلِيٌّ وَحَسَنٌ ، حَبَّذَا الْأَسَاتِذَةُ عَلِيٌّ وَحَسَنٌ وَخَالِدٌ ، حَبَّذَا الْأُسْتَاذَةُ فَاطِمَةُ ، وَالْأُسْتَاذَتَانِ فَاطِمَةُ و زَيْنَبُ، وَالْأُسْتَاذَاتُ فَاطِمَةُ وَزَيْنَبُ وَسَلْمىٰ.

۲۔ اس کا مخصوص اور اس کے فاعل کی تمیز اس فعل سے پہلے نہیں آسکتی، لہذا "خَالِدٌ حَبَّذَا رَجُلاً" اور "رَجُلاً حَبَّذَا خَالِدٌ" کہنا صحیح نہیں ہے۔

۳۔ کبھی اس کے مخصوص بالمدح سے پہلے یا بعد تمیز، یا حال آتا ہے، جیسے حَبَّذَا رَجُلاً نَبِيلٌ، حَبَّذَا صَدِيْقاً نَبِيلٌ، حَبَّذَا نَبِيلٌ رَجُلاً ، حَبَّذَا نَبِيلٌ صَدِيْقاً.

۴۔ اس کے مخصوص پر نواسخِ جملہ کا داخل ہونا جائز نہیں، لہذا "حَبَّذَا رَجُلاً كَانَ خَالِدٌ" اور "حَبَّذَا رَجُلاً ظَنَنْتُ سَعِيْداً" کہنا صحیح نہیں۔

۵۔ قرینہ پائے جانے کے وقت اس کے مخصوص کا حذف بھی جائز ہے۔ جیسے آپ سے خالد کے بارے پوچھا جائے کہ وہ کیسا آدمی ہے؟ تو آپ جواب دیں "حَبَّذَا رَجُلاً" اس کی اصل عبارت ہے "حَبَّذَا رَجُلاً هُوَ". یہاں مخصوص بالمدح کے حذف پر سوالِ ملفوظ قرینہ ہے۔

۶۔ ندا کے ذریعہ حَبَّذَا اور اس کے مخصوص کے درمیان فصل جائز ہے، جیسے "حَبَّذَا يَا صَاحِبِيَ اللَّعِبُ."

۷۔ کبھی حَبَّذَا پر لائے نفی داخل ہوتا ہے تو یہ "بِئْسَ" کی طرح ذم کا معنی دیتا ہے، جیسے "لَا حَبَّذَا الْأَمِيرُ الْمُتَكَبِّرُ" (متکبر امیر اچھا نہیں۔)

1.7.3: دوسری قسم: قیاسی افعال مدح وذم

1.7.3.1: تعریف:

یہ وہ افعال ہیں جو نِعْمَ اور بِئْسَ کی طرح مدح اور ذم کا معنی دیتے ہیں، ان کی تعداد بہت ہے۔ تو جس فعلِ ثلاثی سے فعلِ تعجب بنایا جاسکے، اور "فَعُلَ" کے وزن پر ہو، چاہے اصل کے اعتبار سے، جیسے شَرُفَ ، حَسُنَ ، لَؤُمَ ، قَبُحَ، یا اصل کے اعتبار سے تو کسی اور وزن پر آتا ہو لیکن اسے یہ معنی دینے کے لیے اس وزن پر لے آیا گیا ہو، جیسے فَهُمَ ، كَتُبَ ، جَهُلَ، حَقُدَ، تو اس طرح کے تمام افعال سے تعجب کے ساتھ مدح وذم کا معنی لیا جاسکتا ہے۔ جیسے شَرُفَ سَيِّدُ الشهداءِ حمزةُ ، حَسُنَ الْفَتَى زُهَيْرٌ، لَؤُمَ الْخَائِنُ فُلَانٌ ، قَبُحَ الرَّجُلُ عُتْبَةُ.

1.7.3.2: قیاسی افعال مدح وذم کے احکام

جب یہ افعال، مدح یا ذم کا معنی دیتے ہیں تو یہ نعم و بئس کے قائم مقام ہوتے ہیں، اور ان کے تمام احکام ان پر جاری ہوتے ہیں، اسی لیے یہ بھی فعل لازم، جامد اور زمانہ سے خالی ہوتے ہیں، ان سے مضارع، امر اور اسمائے مشتقہ کے صیغے نہیں بنتے۔

مگر اس صورت میں بھی نِعم و بِئس اور ان افعال کے درمیان دو فرق پائے جاتے ہیں:

۱۔ نِعم اور بِئس اپنے مادّہ کا لحاظ کیے بغیر عام مدح وذم کا معنی دیتے ہیں، جب کہ یہ افعال اپنے مادّہ کے لحاظ سے مدح وذم کا معنی دیتے ہیں۔

۲۔ نِعم اور بِئس مدح وذم کے ساتھ تعجب کا معنی نہیں دیتے، جب کہ یہ افعال مدح وذم اور اپنے معنی اصلی کو بتانے کے ساتھ تعجب کا بھی معنی دیتے ہیں۔ لہذا "نِعمَ الرَّجلُ زُهیرٌ" کا ترجمہ ہوگا "زہیر اچھا آدمی ہے" جب کہ "حَسُنَ الفتیٰ زُهَیرٌ" کا ترجمہ ہوگا "زہیر کیا ہی خوب صورت جوان ہے"! اور "بِئسَ الرَّجُلُ أبو جَهلٍ" کا معنی ہوگا "ابوجہل برا آدمی ہے" جب کہ "لَؤُمَ الرَّجُلُ أبو جَهلٍ" کا ترجمہ ہوگا "ابوجہل کتنا کمینہ آدمی ہے"!

1.7.4: معلومات کی جانچ

۱۔ افعال مدح وذم کی تعریف اور ان کی قسمیں لکھیے۔

۲۔ سماعی افعال مدح وذم کتنے اور کون کون ہیں؟ وضاحت کیجیے اور ان کے استعمال کا طریقہ مثالوں کے ساتھ قلم بند کیجیے۔

۳۔ نِعمَ اور بِئسَ کے فاعل کے لیے کیا چیزیں ضروری ہیں؟ وضاحت کیجیے۔

۴۔ قیاسی افعالِ مدح وذم کا تعارف کراتے ہوئے ان کے کچھ ضروری احکام تحریر کیجیے۔

1.8: خلاصۂ مباحث

فعل وہ کلمہ ہے جو اپنا معنی خود بتائے اور اس کے ساتھ تینوں زمانوں (ماضی، حال اور مستقبل) میں سے کوئی زمانہ بھی پایا جائے۔

مختلف حیثیتوں سے فعل کی کئی تقسیمیں ہیں:

☆ پہلی تقسیم: لزوم وتعدی کے اعتبار سے۔ دوسری تقسیم: اصلی حروف کی نوعیت کے اعتبار سے کہ سب حروف صحیح ہیں یا بعض حرف علت بھی۔

ان کے علاوہ بعض حیثیتوں سے کچھ اور قسمیں بھی نکلتی ہیں:

☆ **پہلی تقسیم**: فعل لازم اور متعدی کی طرف۔

فعل لازم وہ فعل ہے جو صرف فاعل سے مل کر اپنا پورا مطلب ظاہر کردے۔ بلفظ دیگر: وہ فعل ہے جس کا اثر صرف فاعل تک محدود رہے، آگے نہ بڑھے۔ اس کو "فعل قاصر" بھی کہا جاتا ہے۔

فعل متعدی وہ فعل ہے جو صرف فاعل سے مل کر اپنا پورا مطلب ظاہر نہ کرے بلکہ مفعول بہ کو بھی چاہے۔ بلفظ دیگر: وہ فعل ہے جس کا اثر صرف فاعل تک محدود نہ رہے، بلکہ اس سے آگے بڑھ کر مفعول بہ تک پہنچے۔ اسے "فعلِ مُجاوِز" اور "فعلِ واقع" بھی کہا جاتا ہے۔

فعل متعدی کی علامت یہ ہے کہ وہ ہائے ضمیر کو قبول کرے جس کا مرجع ظرف یا مصدر نہ ہو۔

☆ مندرجہ ذیل صورتوں میں فعل لازم ہوتا ہے:

☆ جب وہ رنگ کا معنی دے ☆ یا عیب کا معنی بتائے ☆ یا کسی ہیئت کا معنی دے ☆ یا صفائی ستھرائی ☆ یا گندگی کا معنی بتائے ☆ یا کسی عارضی شے کو بتائے ☆ یا ان ابواب سے آئے جو ہمیشہ لازم ہی ہوتے ہیں، جیسے باب کرم، باب انفعال، افعلال، افعیلال، افعلال، افعلّال، افعنلال۔

☆ درج ذیل طریقوں سے فعل لازم کو متعدی بنایا جاتا ہے:

☆ باب افعال، تفعیل، مفاعلت یا استفعال میں لاکر ☆ حرفِ جر کے ذریعے ☆ تضمین نحوی کے ذریعے۔

☆ اور فعل متعدی کو درج ذیل طریقوں سے لازم بنایا جاتا ہے:

☆ تضمین نحوی کے ذریعے ☆ تعجب یا مبالغہ کے معنی کی ادائگی کے لیے فعل ثلاثی مجرد کو خاص کر بابِ کَرُمَ میں لے جاکر ☆ مطاوعت کا معنی پیدا کرنے کے لیے کسی ایسے باب کی طرف منتقل کرکے جو ہمیشہ لازم ہی ہوتا ہے، جیسے باب انفعال میں لے جاکر۔

☆ فعل متعدی تین طرح کا ہوتا ہے:

۱۔ متعدی بہ یک مفعول: جو صرف ایک مفعول چاہتا ہے۔ ۲۔ متعدی بہ دو مفعول: جو دو مفعول چاہتا ہے۔ ۳۔ متعدی بہ سہ مفعول: جو تین مفعول چاہتا ہے۔

پھر متعدی بہ دو مفعول کی دو قسمیں ہیں: اول: وہ فعل متعدی جس کے دونوں مفعول آپس میں مبتدا اور خبر نہ ہوں۔ دوم: وہ فعل متعدی جس کے دونوں مفعول آپس میں مبتدا اور خبر ہوں۔ جیسے افعال قلوب اور افعال تحویل و تصییر۔

☆ **دوسری تقسیم**: اصلی حروف کی نوعیت کے اعتبار سے فعل کی دو قسمیں ہیں:

(۱) صحیح (۲) معتل۔ اگر اس کے اصلی حروف میں کوئی حرف علت ہو تو وہ معتل ہے، اور اگر کوئی حرف علت نہ ہو تو وہ صحیح ہے۔

فعل صحیح کی تین قسمیں ہیں: ۱۔ سالم ۲۔ مہموز ۳۔ مضاعف۔

اگر اس کے حروف اصلیہ میں کوئی حرف ہمزہ ہو تو وہ **مہموز** ہے، اور اگر دو حرف ایک ہی طرح کے ہوں تو وہ **مضاعف** ہے اور اگر ان میں کوئی حرف، حرفِ علت، ہمزہ اور دو حرف ایک طرح کے نہ ہوں تو وہ **"سالم"** ہے۔

پھر فعل مہموز میں اگر ہمزہ فا کلمہ کی جگہ ہو تو **مہموزِ فا** ہے اگر اگر عین کلمہ کی جگہ ہو تو **مہموز عین** ہے اور اگر لام کلمہ کی جگہ ہو تو **مہموز لام** ہے۔

مضاعف کی بھی دو قسمیں ہیں: ۱۔ مضاعفِ ثلاثی ۲۔ مضاعف رباعی۔ تین حروف اصلی والا وہ فعل جس کا عین اور لام کلمہ ایک ہی جنس کا ہو **مضاعف ثلاثی** کہلاتا ہے اور چار حروفِ اصلی والا وہ فعل جس کا فا کلمہ اور لامِ اول، یوں ہی عین کلمہ اور لام ثانی ایک جنس کا ہو **مضاعف رباعی** کہلاتا ہے۔

☆ معتل کی بھی دو قسمیں ہیں: اگر حروفِ اصلی میں ایک حرف، حرفِ علت ہو تو وہ **معتل بہ یک حرف** ہے اور اگر دو حرف، حرفِ علت ہوں تو وہ **معتل بہ دو حرف** ہے۔

معتل بہ یک حرف کی تین قسمیں ہیں: اگر حرفِ علت فا کلمہ ہو تو **معتل فا** کہلاتا ہے، اگر حرفِ علت عین کلمہ ہو تو **معتل عین** کہلاتا ہے اور اگر حرف علت لام کلمہ ہو تو **معتل لام** کہلاتا ہے۔

معتل بہ دو حرف کو **لفیف** بھی کہتے ہیں، اس کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ مفروق ۔۲۔ مقرون۔

لفیف مفروق: وہ معتل بہ دو حرف ہے جس کا فا کلمہ اور لام کلمہ حرف علت ہو۔

لفیف مقرون: وہ معتل بہ دو حرف ہے جس کا عین کلمہ اور لام کلمہ حرف علت ہو۔

اگر فعل مضارع اور مزید فیہ میں صحیح یا معتل پہنچاننا مقصود ہو تو اس کے مجرد کے ماضی کو دیکھیں اگر وہ صحیح ہو تو اسے بھی صحیح قرار دیں، اور اگر وہ معتل ہو تو اسے بھی معتل مانیں۔

☆ **فعل تعجب:**

تعجب: اس انفعالی کیفیت اور تاثر کا نام ہے جو کسی ایسی چیز کے جاننے کے وقت دل میں پیدا ہوتی ہے جس کا سبب پوشیدہ اور نا معلوم ہو۔

اور **فعل تعجب** سے مراد وہ فعل ہے جو اسی قلبی کیفیت کے انشاء واظہار کے لیے وضع کیا گیا ہو۔

تعجب کا معنی دینے کے لیے عربی زبان میں صرف فعل تعجب ہی کی وضع ہوئی ہے، باقی جو دوسرے الفاظ اور تعبیرات تعجب کا معنی دیتے ہیں ان کی وضع اس کے لیے نہیں ہوئی، بلکہ وہ قرینہ اور موقع محل کی وجہ سے یہ معنی بتاتے ہیں۔

☆ عربی زبان میں فعل تعجب کے دو صیغے اور دو وزن ہیں:

۱۔مَا أَفْعَلَهُ۔ ۲۔أَفْعِلْ بِهٖ۔

☆ **"مَا أَفْعَلَهُ"** میں "ما" أَيُّ شيءٍ کے معنی میں مبتدا ہے، "أَجْمَلَ" فعل ہے، اس میں "هُوَ" ضمیر مستتر اس کا فاعل ہے۔ اور اس کے بعد آنے والا اسم منصوب، مفعول بہ ہے۔

پھر فعل، فاعل اور مفعول بہ کا مجموعہ جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہے اور مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہے۔

دوسرے صیغہ "أَفْعِلْ بِهٖ" میں أَفْعِلْ صیغۂ امر، ماضی کے معنی میں ہے، باء جارہ زائد ہے اور اس کا مدخول لفظاً مجرور اور محلاً مرفوع، اس کا فاعل ہے، اور پورا مجموعہ جملہ فعلیہ انشائیہ ہے۔

☆ کسی مصدر سے ان دونوں وزنوں پر تعجب کے صیغے لانے کے لیے آٹھ شرطیں ہیں:

۱۔اس سے فعل آتا ہو۔۲۔ ثلاثی مجرد ہو۔۳۔ تام ہو۔۴۔ مثبت ہو۔۵۔ متصرف ہو۔۶۔ معروف ہو۔۷۔ اس کے اندر فرق وتفاوت ممکن ہو۔۸۔ وہ رنگ اور ظاہری عیب کے معنی نہ دیتا ہو۔

اور جو افعال مذکورہ بالا شرائط پر پورے نہ اتریں تو ان سے معنی تعجب کی ادائیگی کے دو طریقے ہیں:

(۱) اگر شدت اور زیادتی پر تعجب مقصود ہو تو "مَا أَشَدَّ" یا اس کے ہم معنی لفظ کے بعد اس کا مصدر منصوب مضاف لے آئیں اور اگر ضعف یا کمی پر تعجب مقصود ہو تو "مَا أَضْعَفَ" یا اس کے ہم معنی لفظ کے بعد اس فعل کا مصدر منصوب مضاف لے آئیں۔

(۲) لفظِ "أَشْدِدْ" یا "أَضْعِفْ" یا ان کے ہم معنی اور ہم وزن لفظ کے بعد ان افعال کا مصدر اور اس سے پہلے باء جارہ زائدہ لے آئیں۔

☆ افعال تعجب کے احکام:

۱۔ ان دونوں صیغوں میں متعجب منہ یا تو معرفہ ہوگا یا نکرۂ مخصصہ ۔۲۔ فعل تعجب سے پہلے اس کے معمول (فاعل یا مفعول بہ) کو لانا درست نہیں ۔۳۔ فعل تعجب اور اس کے معمول کے درمیان عام حالات میں فصل جائز نہیں ۔ صرف ندا کے

ذریعے یا ظرف اور جار و مجرور کے ذریعے فصل کی اجازت ہے۔ ۴۔ یہ افعال بہر حال ایک ہی صورت میں آتے ہیں۔ ان کا متعجب منہ واحد ہو، یا تثنیہ یا جمع، مذکر ہو یا مؤنث۔

☆ صیغہ "ما أفعله" میں "ما" اور فعلِ تعجب کے درمیان "کان" زائدہ لانا جائز ہے۔

☆ فعل تعجب کی تصغیر:

اصل کے اعتبار سے فعل تعجب کی تصغیر لانا جائز نہیں ہونا چاہیے، کیوں کہ تصغیر اسم کا خاصہ ہے۔ لیکن وزن، اصل اور معنی مبالغہ پر دلالت کے اعتبار سے وہ اسم تفضیل کے مشابہ ہے۔ اس لیے صیغہ "ما أفعله" میں صرف "أمَلَحَ" اور "أحسَنَ" کی تصغیر عربوں سے سنی گئی ہے۔ لیکن نحویوں نے اس پر قیاس کرتے ہوئے دوسرے الفاظ کی تصغیر کی بھی اجازت دی ہے جب کہ اس فعل میں تعجب کے ساتھ محبوبیت کے معنی بھی مقصود ہوں۔

☆ تعجب کی دوسری تعبیرات:

مذکورہ بالا دو صیغوں اور تعبیروں کے علاوہ عربی زبان میں کچھ اور الفاظ و تعبیرات بھی ہیں جن کی وضع تعجب کا معنی دینے کے لیے نہیں ہوئی ہے، لیکن وہ قرینہ اور موقع و محل کے اعتبار سے تعجب کے معنی دیتی ہیں۔ وہ یہ ہیں:

(۱) سُبحانَ الخالقِ المُبدِعِ (وجود اولین بخشنے والے خالق کے لیے پاکی ہے۔)
یہ کسی حسین و جمیل صورت کو دیکھنے کے بعد اس پر اظہار تعجب کے لیے بولتے ہیں۔

(۲) کبھی کلمۂ استفہام کے ذریعے معنی تعجب کی ادائیگی ہوتی ہے۔

(۳) کبھی "أيّ" کے ذریعے اس معنی کو ادا کرتے ہیں، جیسے رأیتُ شَاعِراً أيَّ شاعِرٍ۔ (میں نے کیسا باکمال شاعر دیکھا!)

(۴) قَاتَلَهُ اللّٰهُ مِن شَاعِرٍ! (وہ کیا غضب کا شاعر ہے!)

(۵) لِلّٰهِ دَرُّهُ فارِساً! (وہ کیسا باکمال شہ سوار ہے!)

(۶) یَالَكَ مِن فَارِسٍ! (واہ رے، کیسا ماہر شہ سوار ہے!)

(۷) مَا رَأیتُ کالیومِ رَجُلاً! (میں نے آج کی طرح کوئی آدمی نہیں دیکھا!)

1.9: نمونے کے امتحانی سوالات

1.9.1: مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب پچیس سطروں میں لکھیے:

۱۔ فعل لازم اور فعلِ متعدی کی تعریف مثالوں کے ساتھ کیجیے، پھر فعلِ متعدی کی علامت تحریر کرنے کے بعد وہ صورتیں بھی لکھیے جن میں فعل لازم ہوتا ہے۔ اور مثالوں کے ذریعے انھیں واضح کیجیے۔

۲۔ معتل اور اس کی قسموں کی تعریف مثالوں کے ساتھ واضح انداز میں لکھیے اور فعلِ مضارع اور مزید فیہ میں صحیح اور معتل کے پہچاننے کا طریقہ پوری وضاحت کے ساتھ بیان کیجیے۔

۳۔ تعجب اور فعل تعجب کی تعریف لکھنے کے بعد فعل تعجب کے صیغے اور اس کی شرطیں وضاحت کے ساتھ تحریر کیجیے۔

۴۔نِعْمَ، بِئْسَ اور سَاءَ کے فاعل سے متعلق ضروری امور قلم بند کرنے کے بعد حَبَّذَا اور لَا حَبَّذَا سے متعلق ضروری معلومات بھی تحریر کیجیے۔

1.9.2: درج ذیل سوالوں کے جواب پندرہ سطروں میں قلم بند کیجیے:

۱۔فعل کی تعریف مثالوں کے ساتھ کیجیے اور اس کی ایسی توضیح کیجیے کہ اس کے تمام ضروری گوشے عیاں ہو جائیں۔

۲۔فعل لازم کو متعدی اور فعل متعدی کو لازم بنانے کی صورتیں مثالوں کے ساتھ تحریر کیجیے۔

۳۔فعل صحیح کی تعریف اور اس کی تمام قسمیں وضاحت کے ساتھ لکھیے۔

۴۔ فعلِ تعجب کی غیر وضعی تعبیرات میں سے کم سے کم تین تعبیریں ترجے اور توضیح کے ساتھ تحریر کیجیے۔

۵۔سماعی افعالِ مدح وذم کتنے اور کون کون ہیں؟ ان کے متعلق ضروری معلومات بیان کرنے کے بعد "مخصوص بالمدح والذم" کی تعریف اور شرائط وضاحت کے ساتھ لکھیے۔

1.10: مطالعے کے لیے معاون کتابیں

۱۔**أوضح المسالك الى ألفية ابن مالك:** للإمام جمال الدين عبد الله بن يوسف المعروف بابن هشام الأنصاري المصري (ت: ۷٦۱ھ)، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت، لبنان، ۱٤۲۵ھ- ۲۰۰٤م

۲۔**جامع الدروس العربية:** للشيخ مصطفى الغلاييني، دار الكتاب العربي، بيروت، لبنان، ۱٤۲۵ھ- ۲۰۰۵م

۳۔**نحو اللغة العربية:** للدكتور أسعد النادري، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت، لبنان، ۱٤۲۵ھ- ۲۰۰۵م

۴۔**كافية النحو:** للأستاذ نفيس أحمد المصباحي (مؤلف هذه الوحدة)،مجلس البركات، الجامعة الأشرفية، مبارك فور، أعظم جراه، الهند، الطبعة الأولىٰ، ۱٤۳۳ھ- ۲۰۱۲م

۵۔**القواعد الأساسية للغة العربية:** للسيد أحمد الهاشمي المصري، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان (غير مؤرخ)

٦۔**فی النحو العربی (قواعد وتدريبات):** للدكتور عبد الحميد مصطفى السيد والدكتور لطيفة إبراهيم النجار، دار القلم للنشر والتوزيع، دُبی، الأمارات العربية المتحدة،الطبعة الأولىٰ، ۱٤۱۷ھ- ۱۹۹٦م

۷۔**مصباح الإنشاء:** للأستاذ نفيس أحمد المصباحی، مجلس البركات، الجامعة الأشرفيه، مبارك فور، أعظم جره، الهند، الطبعة الأولى: ۱٤۳٦ھ- ۲۰۱۵م

۸۔**شذا العرف في فن الصرف:** للشيخ أحمد الحملاوي، مؤسسة الكتب الثقافية، (غير مؤرّخ)